السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

قرآن کریم میں آسمان کے سات طبق کا ذکر صراحتہ موجود ہے اور زمین کے سات طبق ہونے کا کہیں بھی ذکر نہیں پھر لوگ کیوں کہتے ہیں کہ زمین کے بھی سات طبق ہیں اور آسمان وزمین دونوں کے کل چودہ طبق ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

ارشاد ہے، اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنی اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اتنی ہی زمین اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے یہ اس لئے کہ تم کو معلوم ہوجائے کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے اور اس کے علم نے ہر چیز کا احاط کرلیا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کی طرح زمین کے بھی سات طبق ہیں، چنانچہ ترجمان القران جر الاصال حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای سبع ارضین (ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، بیہقی، عبداللہ بن حمید) ظاہر آیت اور ابن عباس کی تفسیر کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے (1) من ظلم قید شبر من الارض طوقه من سبع ارضین (صحیحین) وفی روایة للبخاری خسف به الی سبع ارضین (2) ما السموت السبع ومافیھن ومابینھن والارضون السبعون ومافیھن فی الکرسی الاکحلقة ملقاة بارض فلاة (3) لم یر قریة یرید دخولھا الاقال حین یراھا اللھم رب السموت السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن الحدیث ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ زمین کے بھی سات طبقے ہیں البتہ ان طبقوں کی کفیت اور ان میں کسی مخلوق کے ہونے کا علم اللہ ہی کو ہے بغیر کسی مرفوع صیح غیر متکلم فیه حدیث کے یا بغیر کسی قرآنی آیت کی تصریح کے اس کی بابت ہمارا بحث کرنا قطعاً نامناسب ہے، قال الخفاجی الذی نعتقد ان الارض سبع ولھا سکان من خلقه یعلمھم اللہ تعالی انتھی قال العلامة القنوجی فی تفسیرہ وھذا اعدل الاقوال واحوطھا قال ویکفی الاعتقاد بکون السموت سبعا والارضین سبعا کما ورد به الکتاب العزیز والسنة المطھرة ولاینبغی الخوض فی خلقھما ومافیھما فانه شی امتاثر اللہ سبحانه وتعالی بعلمه لایحیط به احد سواہ ولم یکلھنا اللہ تعالی بالخوض فی امثال ھذہ المسائل والتفکر فیھا والکلام علیھا ۔ عبیداللہ رحمانی محدث دہلی جلد ۹ ش ۹

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد10ص121

محدث فتویٰ